جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات

از مفتی محمد صاحب

مضامین:

☆ امام کے لیے جہری قراءت کی حد
☆ نصابِ زکوٰۃ ہلاک ہوجائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حکم
☆ بوسیدہ مقدس اوراق کا حکم
☆ دو طلاقوں کے بعد اسی مجلس میں چھوڑ چکا ہوں کہنے کا حکم
☆ ختم قرآن کے موقع پر شیرینی بانٹنا یا دعوت کرنا
☆ ویزہ لینے کے لیے کاغذات میں باپ کے علاوہ کسی اور کا نام لکھوانا
☆ امتحانات میں نقل رکوانے پر قدرت نہ ہو تو ڈیوٹی لگوانے کا حکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام کے لیے جہری قراءت کی حد:

سوال: آج کل عام طور پر بڑی مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں پڑھی جاتی ہیں، اس میں آواز کبھی اتنی بلند ہوجاتی ہے کہ مسجد سے باہر کی جگہوں میں بھی سنائی دیتی ہے، حالانکہ سنا ہے کہ امام کے لیے ضرورت سے زیادہ اونچی آواز میں قراءت کرنا مکروہ ہے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ امام کیلئے جہر فی القراءت کی زیادہ سے زیادہ حد کیا ہے؟ نیز لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے جو آواز بلند ہوتی ہے اس کا اعتبار کیا جائے گا؟ یعنی لاؤڈ اسپیکر کو ہلکا کرنا ضروری ہوگا یا امام کی اپنی آواز کی بلندی کا اعتبار ہوگا؟ برائے کرم وضاحت فرمائیں کہ آج کل جو معمول ہے کیا یہ صحیح ہے؟ (عبداللہ۔کراچی)

جواب: جہری نمازوں میں امام کے لیے قرآن کریم بلند آواز سے پڑھنے کے چار درجات ہیں:

1- اتنی آواز سے پڑھنا کہ اپنے علاوہ ایک آدمی سن سکے۔ یہ جہر کا ادنیٰ درجہ ہے اور واجب ہے۔

2- اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ دو آدمی سن سکیں۔ یہ بھی جہر واجب کے اعلیٰ درجہ میں داخل ہے۔

3- اتنی بلند آواز سے پڑھنا کہ جماعت میں شامل تمام لوگ قرآن کریم سن سکیں۔ یہ افضل و بہتر ہے بشرطیکہ اس سے کسی کو تکلیف نہ ہو اور امام اس جہر کے لیے خود کو مشقت میں نہ ڈالے۔

4- جماعت کی ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے پڑھنا، اگرچہ اس سے کسی کو تکلیف بھی نہ ہو اور خود کو مشقت میں بھی نہ ڈالنا پڑے۔

یہ مکروہ ہے اور اس میں کراہت اگرچہ تحریمی نہیں ہے لیکن تنزیہی سے بڑھ کر ہے، لہٰذا اس سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

لاؤڈ اسپیکر میں بھی یہی تفصیل جاری ہوگی، لہٰذا اگر امام کی ذاتی آواز اتنی ہو کہ جماعت میں شامل تمام

لوگوں تک پہنچ رہی ہو تو لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ضرورت ہی نہیں اور اگر امام کی اپنی آواز تمام لوگوں تک نہ پہنچتی ہو اور لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ضرورت ہو تو اس کی آواز اتنی رکھی جائے کہ جماعت کے تمام لوگوں تک پہنچ جائے یا زیادہ سے زیادہ آواز اتنی ہو کہ مسجد کے اندر اندر رہے، اس سے زیادہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز تیز رکھنا ممنوع ہے۔

١ـ قوله: (ويجب جهر الإمام) الواجب منه أدناه وهو أن يسمع غيره ولو واحدًا والّا كان إسرارًا، فلو أسمع اثنين كان من أعلى الجهر، حموى عن الخزانة قالوا: والأولى ان لا يجهد نفسه بالجهر بل بقدر الطاقة؛ لأن سماع بعض القوم يكفي، بحر و نهر، والمستحب أن يجهر بحسب الجماعة، فإن زاد فوق حاجة الجماعة فقد أساء كما لو جهر المصلى بالاذكار، قهستانى عن كشف الأصول، وهذا أولى مما فى الزاهدى عن ابى جعفر انه كلّما زاد الإمام او المنفرد فى الجهر فى صلاة الجهر فهو افضل بعد أن لا يجهد نفسه ولا يؤذى غيره وإن زاد على حاجة المقتدى. (الطحطاوى على المراقى: ٢٥٢)

٢ـ ولا يجهد الإمام نفسه بالجهر، كذا فى البحر الرائق، وإذا جهر الإمام فوق حاجة الناس فقد أساء؛ لأن الإمام إنما يجهر لإسماع القوم ليتدبروا فى قراء ته ليحصل إحضار القلب، كذا فى السراج الهاج. (الهندية: ١/٧٢)

٣ـ ولا يجهد الإمام نفسه بالجهر، وفى السراج الوهاج: الإمام إذا جهر فوق حاجة الناس فقد اساء . (البحر الرائق: ١/٥٨٦)

٤ـ وجهر الإمام أي بحسب الجماعة، فإن زاد اساء. (فتح المعين: ١/١٩٩)

٥ـ (فصل) وجهر الإمام وجوباً بحسب الجماعة، فإن زاد عليه اساء. (شرح الطائى للكنز: ١/٣٥، على هامش رمز العينى)

٦ـ ولا يجهد نفسه فى الجهر. (التبيين للزيلعى: ١/ ٣٢٧)

٧ـ يـجهـر الإمام وجوباً بحسب الجماعة، فإن زاد عليه اساء. (الدر المنتقى: ١/ ١٠٣ على هامش مجمع الأنهر)

٨ـ ذكـر فـى السـراج الـوهـاج: ان الإمـام اذا زاد فـى الـجهـر عـلـى الطاقة فقد اساء. (السعاية: ٢/ ٢٦٨)

٩ـ (قـولـه: فإن زاد عليه اساء) هذا احد اقوالٍ، الثانى مما حكاه الزاهدى عن ابى جعفر انـه يـزيـد فـى الرفع على قدر الحاجة، وفى الهقستانى انه افضل الا إذا اجهد نفسه أو أذى غيره'. (الطحطاوى على الدر: ١/ ٢٣٣)

١٠ـ وفـى الشـامية تـحتـه: (قـوله: ويجهر الإمام وجوباً) أي جهراً واجبًا على أنه مصدر بـمـعـنيـاسـم الـفـاعل، (وقوله: بحسب الجماعة) صفة ثانية للجهر. ولا يلزم من اتصاف الـجهـر بهـذيـن الوصفين أن يتصف كونه بحسب الجماعة بالوجوب أيضًا، نعم لو جعل حالاً من ضمير وجوباً المؤوّل باسم الفاعل يلزم ذلك ـ ولا داعى إلى حمل الكلام على ما يفسد المعنى مع تبادر غيره. فافهم. (الدر المختار: ١/ ٥٣٢)

١١ـ وفـى الـزاهـدى عن ابى جعفر: لو زاد على الحاجة فهو افضل الا اذا اجهد نفسه أو أذى غيره'. قهستانى. (الشامية: ١/ ٥٣٢)

١٢ـ وفـى الـكـلام اشعار بأن للإمام والمنفرد أن يرفعا الصوت زائدا على الحاجة، وهذا افـضـل الا اذا اجهـد نفسه أو أذى غيره' كما روى عن ابى جعفر كما فى الزاهدى، وذكر فـى كشف الأصـول أن الإمـام اذا جهـر فـوق حـاجة الـمـقتـديـن فقد اساء كما إذا جهر المقتدى والمنفرد بالاذكار.

(وادنی الجهر اسماع غیره) اي اسماع احد سواه، فلو اسمع اثنین کان من أعلی الجهر. (وفی جامعه الرموز للقهستانی: ١/١٦٥)

١٣۔ وادنی الجهر فی حق الإمام اسماع غیره اي احدٍ سواه، واعلاه ان یسمع الکل، لکن الأولی ان لا یجهد نفسه بالجهر، فإن سماع بعض القوم یکفی. (وفی مجمع الأنهر: ١/١٠٣)

١٤۔ کما انّ من رفع صوته زیادة علی الحاجة فقد اساء، والاساءة دون الکراهة. (وفی الفقه الإسلامی وادلة: ٣/١٢١)

١٥۔ وعلی هذا لو قرأ علی السطح والناس نیام یأثم اي لأنه یکون سببا لإعراضهم عن استماعه أو لأنه یؤذیهم بایقاظهم. تأمل. (وفی ردالمحتار: ١/٥٤٦)

١٦۔ لکن قدّمنا في اوّل بحث سنن الصلاة اختلاف عباراتهم فی ان الاساءة دون الکراهة او افحش منها، ووفقنا بینها بأنها دون کراهة التحریم وافحش من کراهة التنزیه. (وفی ردالمحتار: ١/٥٤٧)

١٧۔ ولعلّ مراد من قال: ”دون الکراهة“ ارادبها التحریمیة ومن قال: ”افحش“ اراد بها التنزیهیة. (وفی البحر الرائق: ٧/٢٠٧)

نصابِ زکوٰۃ ہلاک ہوجائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حکم:

سوال: میں اپنی کوتاہی وغفلت کی وجہ سے زکوٰۃ جیسے فریضہ پر عمل نہیں کرسکا۔اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ 1964ء سے میرے پاس پچیس تولہ سونا زیورات کی شکل میں تھا جو کہ 1992ء میں چوری ہوگیا۔ اب 1964ء تا 1992ء مجھ پر زکوٰۃ کی ادائیگی ضروری تھی جو میں نہ کرسکا۔مگر اب ادائیگی کرنا چاہتا ہوں۔مہربانی فرما کر اس کا طریقہ اور حساب لگا کر میری راہ نمائی فرمائیں۔ (محمد امین)

جواب: صورتِ مسئولہ میں نصابِ زکوٰۃ ہلاک ہونے کی وجہ سے آپ پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں رہی، البتہ اتنے عرصہ تک زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر پر توبہ واستغفار ضروری ہے۔

وافتراضها عمرای وقيل فوری أی واجب علی الفور وعليه الفتوای …… فيأثم تباخيرها بلا عذر الخ. (فی الدر: ٢/٢٧١)

بوسیدہ مقدس اوراق کا حکم:

سوال: مقدس اوراق جو پرانے ہوگئے ہوں ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے؟ اُن کو جلا دیا جائے یا دریا میں ڈال دیا جائے یا دفن کر دیا جائے؟ جلانے کی صورت میں اس کی راکھ اگر لوگوں کے پاؤں کے نیچے آئے تو اس میں گناہ ہے یا نہیں؟ نیز قرآنی آیات اور دوسرے مقدس اوراق کے حکم میں کوئی فرق ہے یا سب کا ایک ہی حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ (حبیب الرحمٰن ۔ مانسہرہ)

جواب: اگر قرآن پاک کا نسخہ پرانا ہو جائے کہ اس میں دیکھ کر تلاوت نہ کی جاسکے تو اس کو ایک پاک کپڑے میں رکھ کر ایسی جگہ دفن کر دیا جائے جہاں لوگوں کا آنا جانا نہ ہو، لیکن جلایا نہ جائے۔ دوسرے مقدس اوراق میں بھی بہتر یہی ہے کہ ان کو دفن کر دیا جائے، البتہ یہ بھی جائز ہے کہ ان کو پانی میں بہا دیا جائے یا ان سے اللہ، رسول اور ملائکہ وغیرہ مقدس ناموں کو مٹا کر جلا دیا جائے۔ ایسی صورت میں ان کی راکھ کو پانی میں بہا دے یا ایسی پاک جگہ ڈال دے جہاں لوگوں کے پاؤں وغیرہ نہ پڑتے ہوں۔

دو طلاقوں کے بعد اسی مجلس میں چھوڑ چکا ہوں کہنے کا حکم:

سوال: ضربِ مؤمن جلد نمبر 13 شمارہ نمبر 1 میں ''دو طلاقوں کے بعد میں چھوڑ چکا ہوں کا حکم'' کے تحت مسئلہ میں دو اُمور وضاحت طلب تھے:

1- کیا زید نے یہ الفاظ اسی مجلس میں ادا کیے تھے یا کسی اور مجلس میں۔

2- کیاان الفاظ سے طلاق کی نیت کی تھی یا پہلے والی طلاقوں کی خبر دینا مقصود تھی۔

ان باتوں کی وضاحت درجِ ذیل ہے:

پہلی بات کی وضاحت یہ ہے کہ زید نے مذکورہ الفاظ ''میں اس کو چھوڑ چکا ہوں'' دوطلاقیں دینے کے فوراً بعد اسی مجلس میں کہے تھے۔ گویا دوطلاقیں کہنے اور مزید مذکورہ الفاظ کی ادائیگی ایک ہی مجلس میں ہوئی ہے۔

دوسری بات کی وضاحت یہ ہے کہ مختلف اوقات میں زید نے بارہا ہمیشہ کیلئے خالدہ کو چھوڑنے کی بات کی ہے اور مذکورہ صورتِ حال میں بھی زید کا انداز اور سامان کے حوالہ سے یہ کہنا کہ جو کچھ لینا دینا ہے وہ ابھی لکھوالیں اور بچہ کے بارہ میں کہنا کہ میں نہیں دوں گا اور اب زید کا دوسری شادی کرنا، یہ سب قرائن دلالت کرتے ہیں کہ مذکورہ الفاظ کی ادائیگی کے وقت زید کی نیت ہمیشہ کیلئے چھوڑنے کی تھی اور مزید قرینہ یہ بھی ہے کہ زید نے دوطلاقیں دینے کے بعد موجود افراد سے پوچھا کہ طلاقیں تین ہوتی ہیں، دو میں نے دے دی ہیں اور کاپی پنسل اٹھا کر کہا کہ تیسری میں اب دینے لگا ہوں۔ اس کے فوراً بعد مذکورہ الفاظ کہ میں اس کو چھوڑ چکا ہوں وغیرہ کہے۔

پوچھی گئی دونوں باتوں کی وضاحت مذکورہ واقعہ کے مشاہدہ کے وقت جو کچھ پیش آیا اس کی روشنی میں لکھ دی ہے، اب اُمید ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس صورتِ مسئلہ کا حکم عنایت فرمائیں گے۔

(محمد نوید ۔ وجھیانوالہ)

جواب: قرائن سے نیت کا فیصلہ درست نہیں۔ شوہر کی نیت اُسی سے پوچھ کر بتائی جائے اس کے بعد جواب ممکن ہوگا۔

ختم قرآن کے موقع پر شیرینی بانٹنا یا دعوت کرنا:

سوال: یہاں پر جس آدمی کا بچہ قرآن کریم حفظ کرلیتا ہے تو خوشی میں کوئی شرینی بانٹتا ہے، کوئی دعوت کرتا

ہے، قرآن وحدیث یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی رو سے اس کا حکم کیا ہے؟ ہم نے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ بقرۃ کافی دراز عرصہ میں سیکھی تھی تو اس سے فراغت کے بعد آپ نے اپنے دوستوں کی دعوت کی تھی کیا واقعی ایسی روایت موجود ہے؟ شرعی حکم صادر فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔ (ایک سائل ۔ لاہور)

جواب: بچے کے ختم قرآن کے موقع پر شیرینی بانٹنا یا دعوت کرنا جائز ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس کو لازم نہ سمجھا جائے، فخر ونمود سے بچا جائے اور اس پر ایسا التزام بھی نہ کیا جائے کہ اس کے لیے اپنی حیثیت سے زیادہ قرضہ لیا جائے وغیرہ۔ (مأخذہ احسن الفتاویٰ: 8/154) اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سورۂ بقرہ کے ختم پر دعوت کرنے کا ذکر روایات میں آیا ہے۔

ویزہ لینے کے لیے کاغذات میں باپ کے علاوہ کسی اور کا نام لکھوانا:

سوال: آپ سے نسب کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے ہمارے ہاں لوگ باہر جانے کے لیے اپنی ولدیت تبدیل کرتے ہیں اور اپنے حقیقی والد کی جگہ فرضی آدمی کا نام لکھواتے ہیں، جو ان کو بیرون ممالک بلواتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ حدیثِ مبارکہ میں جو نسب تبدیل کرنے پر وعید آئی ہے کہ نسب تبدیل کرنے والا قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا، کیا مذکورہ بالا آدمی اس وعید میں داخل ہے؟ یہاں علماءِ کرام کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

بعض فرماتے ہیں کہ واقعی مذکورہ شخص اس وعید میں شامل ہے۔

بعض فرماتے ہیں کہ یہ صرف کاغذات میں تبدیلی ہوتی ہے اور عرفِ عام میں لوگ اس کو اصل والد کی طرف منسوب کرتے ہیں، جو کہ دھوکے کے ضمن میں آتا ہے، اس لیے ناجائز ہے، لیکن اس وعید میں داخل نہیں۔

بعض علماء کے نزدیک ان کی تنخواہ بھی حرام ہے۔اس بارے میں تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(عبداللہ ۔ اٹک)

جواب: نسب تبدیل کرنے سے متعلق حدیث میں جو وعید آئی ہے اس کا تعلق اس صورت کے ساتھ ہے جس میں اپنے والدین سے قطع تعلق کر کے ان کے حقوق کو ضائع کیا جائے گویا میراث وغیرہ حقوق والدین کے علاوہ کسی اور کو دیے جائیں باقی یہ صورت کہ کاغذات میں عارضی طور پر کسی اور کو والد ظاہر کیا جائے اگرچہ دھوکہ اور ناجائز ہے، مگر بظاہر یہ قطع نسب کی مذکورہ وعید میں داخل نہیں۔ نیز ایسی صورت میں دوسرے ملک جا کر جو کام کیا جائے اگر وہ کام جائز ہو اور دیانت داری سے انجام دیا جائے تو محض اس دھوکے کی وجہ سے تنخواہ حرام نہ ہوگی۔

امتحانات میں نقل رکوانے پر قدرت نہ ہو تو ڈیوٹی لگوانے کا حکم:

سوال: میں ایک گورنمنٹ کالج میں لیکچرار ہوں، ایک بھائی بے روزگار ہے، اس کے تین بچے ہیں، اس کی کفالت کا خرچہ بھی میں اور میرا دوسرا بھائی اٹھا رہے ہیں۔ دورانِ ملازمت مجھے مختلف امتحانات لینے کا موقع میسر آتا ہے، اس دوران غیر قانونی کام بھی ہوتے ہیں جیسے کہ کسی طالب علم سے پیسے لے کر نقل کی اجازت دے دی جاتی ہے یا اپنے موبائل فون کارڈز اور بجلی کے بل کے پیسے وغیرہ طالب علموں سے لے کر نقل کی اجازت دیدیتے ہیں اور کچھ اس طرح کے بھی لوگ ہیں جو سماجی تعلقات بنانے کے لیے امتحانات لیتے ہوں، یعنی امتحان میں کسی بڑے باپ کے بیٹے کو نقل کروا کر اچھے نمبرز دلا کر اس سے اپنے دوسرے مطلب کے کام نکلواتے ہیں۔

بورڈ آفس سے ہمیں ہدایت ہوتی ہے کہ آپ کو نقل وغیرہ کرنے سے بھرپور طریقے سے روکنا ہے، امتحانی ہال میں کسی کا لحاظ نہیں کرنا۔لیکن جب ہم آفس سے نکلتے ہیں تو یہی آفس میں باتیں کرنے والے کچھ رول نمبرز دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ نرمی کرنی ہے، ان کا خیال کرنا ہے۔اگر امتحان میں ہم سختی کرتے ہیں

تو پھر ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ امتحان لینے کے قابل نہیں۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ ہال میں سب کے ساتھ برابری کروں۔ تو کیا ایسے حالات میں امتحان میں اپنی ڈیوٹی لگوانا جائز ہے؟ یعنی اس ڈیوٹی کے بدلے جو اُجرت ہمیں ملتی ہے وہ شریعت کی رو سے حلال ہے یا حرام؟ (امان اللہ خان ۔ کوئٹہ)

جواب: آپ نے جو حالات لکھے ہیں ان کی روشنی میں یہ بات طے ہے کہ امتحانات میں ڈیوٹی لگوانے کی صورت میں آپ امانت و دیانت کے تقاضے پورے نہیں کریں گے اور نقل جیسی بدترین خیانت پر خاموش رہیں گے۔ لہٰذا ایسے حالات میں آپ کے لیے ڈیوٹی لگوانا جائز نہیں۔ اس طرح نگرانی لگوانے کی صورت میں جو اُجرت حاصل کی جائے گی وہ مال خبیث ہوگا جس کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

باقی اگر آپ ضرورت مند ہیں تو کوئی جائز کام تلاش کریں، حاجت مند ہونے کی وجہ سے اس ناجائز کام پر اُجرت لینا جائز نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر کوئی امتحانی سینٹر ایسا ہو جہاں امانت و دیانت سے ڈیوٹی دی جاسکتی ہو اور بغیر کسی امتیاز کے سب طلبہ کو نقل سے روکا جاسکتا ہو تو وہاں ڈیوٹی لگوانا اور اُجرت لینا جائز ہوگا۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]